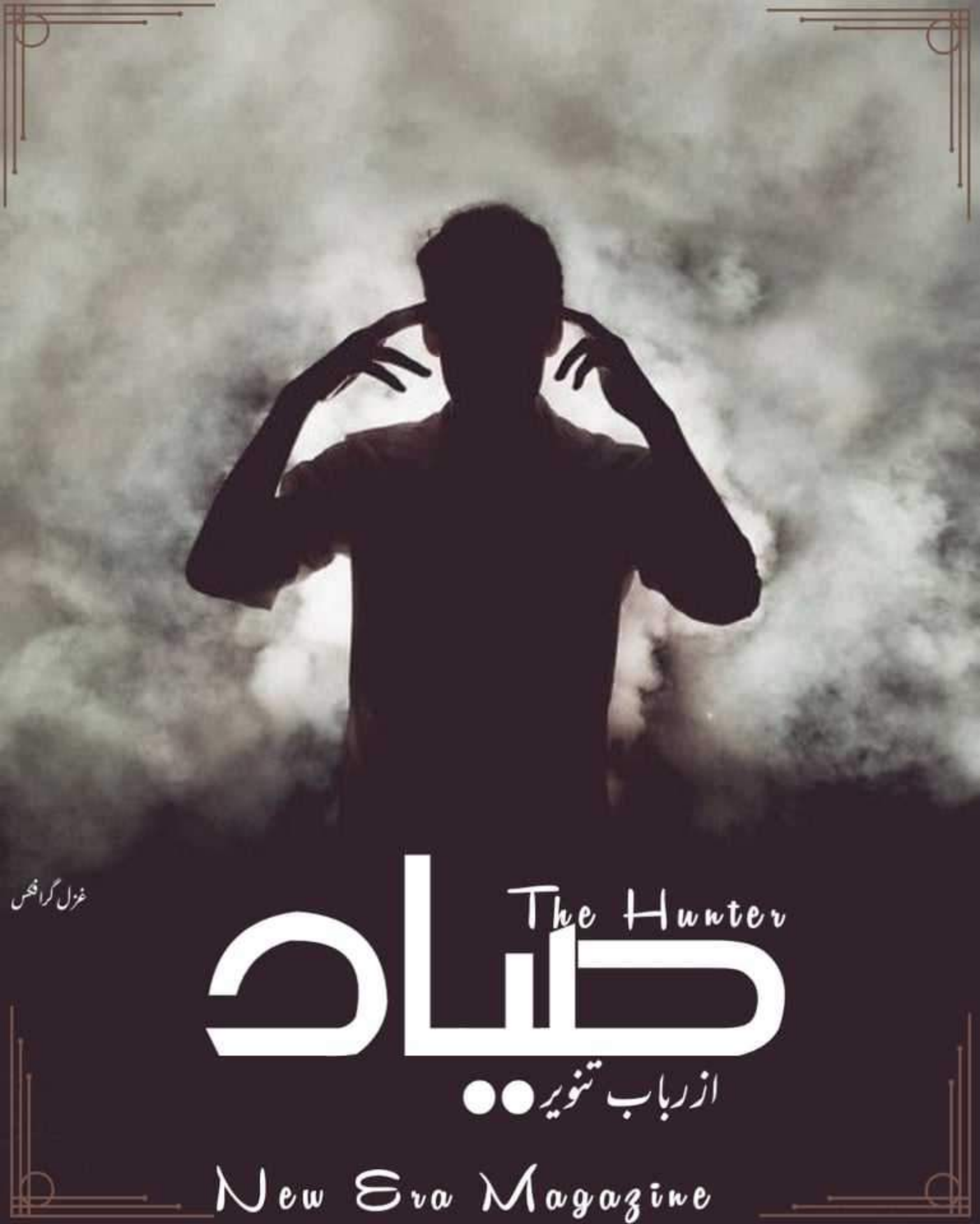
غزل گرافکس
The Hunter
شکار
از رباب تنویر
New Era Magazine

Siad episode 2

صیاد

از قلم رباب تنویر

یہ منظر ایک تنگ و تاریک جیل نما کمرے کا تھا جس میں روشنی کا ذریعہ صرف ایک روشندان تھا. اس کمرے میں ایک سنگل بیڈ موجود تھا اور کمرے کے وسط میں چٹائی پڑی تھی. کمرے کی تینوں دیواریں سیلن زدہ تھیں. سامنے کی جانب سلاخین لگی تھیں. کمرے میں ایک دروازہ تھا جو واشروم کا تھا. کمرے کے وسط میں ایک عورت زمین پر بیٹھی تھی اس کی عمر لگ بھگ تیس سال تھی. وہ عورت صدیوں کی بیمار لگتی تھی اس سے کچھ دور دیوار سے ٹیک لگائے ایک بچہ سر جھکائے بیٹھا تھا جس کی عمر دس سال کے قریب تھی اور وجود ہڈیوں کے ڈھانچے کی مانند تھا. اس عورت نے اس بچے کو پکارا تو بچہ اس کی جانب دیکھنے لگا.

"آؤ کچھ دیر پڑھ لو" اس کی بات پر بچہ جو دیوار کے ساتھ ٹیک لگائے بیٹھا تھا اٹھ کر اس کی جانب بڑھا.

"اپنی کتاب اور پنسل بھی لاؤ" وہ عورت پھر بولی. تو وہ بچہ بیڈ کے پاس رکھی واحد کتاب اورپنسل اٹھا لایا.

"بیٹھو" جیسے جیسے وہ عورت کہہ رہی تھی وہ بچہ بےتاثر چہرہ لیے اس پر عمل کر رہا تھا. اس عورت کے کہنے پر وہ بچہ اس کے پاس زمین پر بیٹھ گیا. اس عورت نے اس کے ہاتھ سے وہ کتاب لی جو انگلش سے اردو ڈکشنری تھی. ایک صفحہ کھولا اور ایک لفظ کے نیچے پنسل سے لائن لگائی اور بولی.

"پین pain مطلب درد"

“درد کیا ہوتا ہے آنی؟" پہلی مرتبہ اس بچے نے اس عورت کی بات پر سوال اٹھایا.

“جب کسی کو چوٹ لگتی ہے اور اس کا خون نکلتا ہے تو اسے جو احساس ہوتا ہے اسے درد کہتے ہیں جب انسان کو درد ہوتا ہے تو وہ روتا ہے. " اس عورت نے وضاحت دی.

“پر جب میرا خون نکلتا ہے تو مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہوتا اور نہ ہی مجھے رونا آتا ہے." وہ بچہ بولا اس بچے کی بات پر وہ عورت ایک لمحے کے لیے خاموش ہو گئی.

“آپ کو نہیں ہوتا مگر جب آپ یہاں سے باہر نکلو گے تو وہاں جو لوگ ہونگے ان سب کو درد ہوتا ہے. اس لیے آپ نے کبھی کسی کو تکلیف نہیں پہنچانی اور نہ ہی کوئی ایسا کام کرنا ہے جس سے کسی کی آنکھوں میں آنسو آئیں"

“ٹھیک ہے. مگر ہم یہاں سے باہر کب نکلیں گے؟" اس بچے نے سوال کیا.

“بہت جلد" اس عورت کی آنکھوں میں امید کے جگنوں روشن تھے.

“اور ایک درد ایسا بھی ہوتا ہے جس میں انسان کو ظاہری طور پر کوئی چوٹ نہیں لگتی " وہ عورت پھر گویا ہوئی.

“ایسا درد کب ہوتا ہے آنی؟" اس بچے کے چہرے پر کوئی تاثر نہ تھا مگر اس کے لہجے سے واضح تھا کہ اس درد کے احساس کی اسے کچھ خاص سمجھ نہیں آ رہی. “جب انسان کو اپنے پیارے یاد آتے ہیں ,جب آپ کے دل کے قریب انسان تکلیف میں ہوتے ہیں اور سب زیادہ درد تب ہوتا ہے جب آپ کے پیارے آپ سے دور ہو جاتے ہیں. " آنی کے لہجے میں گہرا درد تھا.

www.neweramagazine.com

"جب آپ روتی ہیں تو آپ کو کون سا درد ہوتا ہے ؟" اس بچے کو شاید سوال کرنے کی عادت تھی تبھی وہ اس عورت کی ہر بات پر سوال اٹھا رہا تھا.

"مجھے اپنے پیاروں کی یاد آتی ہے میں اس لیے روتی ہوں " آنی کی آنکھ سے آنسو گرا.

"مگر مجھے تو کسی کی یاد نہیں آتی" بچے کی بات کا جواب دینے کے لیے عورت نے منہ کھولا ہی تھا جب سلاخوں کے دوسری جانب سے قدموں کی آواز آئی. اس عورت کا چہرہ خوف سے سفید پڑ گیا مگر اس بچے نے بے تاثر چہرے کے ساتھ کتاب اور پنسل اٹھائی مناسب چال چلتے ہوئے اس نے کتاب اور پنسل کو واپس ان کی جگہ پر رکھا اور پھر دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا. اس شخص کے قدموں کی تیز ہوتی آواز کے ساتھ اس عورت کی دھڑکنوں کی رفتار سست ہوتی جارہی تھی.

.....

ان نورویجین لڑکیوں کے جانے کے بعد ٹیرسڈ ہاؤس اندھیرے میں ڈوبا تھا. مگر راہداری کے بائیں جانب والے کمرے میں رائیٹنگ ٹیبل پر پڑے لیپ ٹاپ کی سکرین روشن تھی. اس سنہری روشنی میں حجر کا چہرہ واضح تھا. اس کی آنکھوں پر اس وقت بھورے لینز موجود نہ تھے. لیپ ٹاپ پر "ہنٹر" گیم کی سائٹ کھلی تھی. نورہ کے منہ سے گیم کا نام سن کر وہ چونکی تھی. اسے لگا تھا جیسے وہ اس گیم کا نام پہلے بھی سن چکی ہے کچھ دیر سوچنے کے بعد اسے یاد آیا کہ اس گیم کے بارے میں اس نے اپنے کولیگ سے بھی سنا تھا. یہ جاننے کے لیے کہ اس گیم میں ایسا کیا ہے کہ لوگ اسے اتنا پسند کر رہے ہیں اس نے ایک دفعہ اس گیم کو کھیلنے کا سوچا. گیم لوگ ان login کرتے ہی اس نے اپنے پلیئر اور اس کی کپڑوں کا انتخاب کیا اور اس بات پر اسے حیرت ہوئی کہ لڑکیوں کے لیے

www.neweramagazine.com

لباس میں صرف گاؤنز gowns تھی. اس نے ہائی سکول تک بہت سی گیمز کھلیں تھیں مگر ان میں فی میل پلیئر player کے لیے سکرٹ skirts ہوتی تھیں یا اسی طرز کا کوئی اور لباس مگر اس گیم میں کوئی بھی ایسا لباس نہیں تھا.

پھر جب اس نے گیم شروع کی تو وہ گیم کے گرافکس graphics سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی اس گیم میں حقیقی دنیا کا ہر جزو موجود تھا. گیم کا ابجیکٹو objective (ہدف) واضح تھا. یہ سٹریٹیجی گیم strategy game تھی (ایسی گیم جس میں کھلاڑی کی غیر منظم اور خود مختار فیصلہ سازی کی بہت اہمیت ہوتی ہے. اس گیم کو کھیلنے کے لیے آزاد طرز فکر اور حالات کےمتعلق اگاہی کی ضرورت ہوتی ہے.) جیسے جیسے وہ گیم میں آگے بڑھتی گئی اس کی دلچسپی بھی زیادہ ہوتی گئی. گیم کا پہلا لیول ختم ہونے کے بعد وہ اگلے لیول میں جانے کا سوچ رہی تھی جب اس کی سکرین پر ایک پیغام واضح ہوا کہ اگلے لیول میں جانے کے لیے اسے آٹھ گھنٹے اس جگہ بند رہنا ہو گا اس وقت سے پہلے اگر وہ باہر نکالنا چاہتی ہے تو اسے باہر جانے کا راستہ خود تلاش کرنا ہوگا. پیغام کے غائب ہوتے ساتھ ہی اس کا پلئر ایک جیل نما جگہ میں مقید ہو گیا.

اس پیغام کو دیکھ کر وہ بے زار ہوئی . کچھ دیر وہ اس کوٹھری سے باہر نکلنے کی کوشش کرتی رہی مگر ہر مرتبہ اسے ناکامی کا سامنا کرنا پڑتا. تنگ آ کر اس نے گیم بند کر دی. اسے اس گیم بنانے والے شخص پر غصہ آنے لگا آخر اس کوٹھری میں بند رہنے کی منطق کیا تھی. حجر نے گیم ڈیویلپر game develpor کے بارے میں جاننے کے لیے گیم کی سائٹ دوبارہ کھولی تو اسے یہ جان کر حیرت ہوئی کہ "نیورون" neuron کمپنی جس نے یہ گیم لانچ کی ہے وہ پاکستانی کمپنی ہے اور اس کا سی ای او CEO مسلمان ہے.

اس نے اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ پاکستان کا نام ہائی سکول میں سنا تھا اسے اس کی کلاس فیلو سارہ نے بتایا تھا کہ وہ پاکستان سے ہے. اسے گہرے بھورے رنگ کی آنکھوں, کالے بال اور سانولی رنگ والی لڑکی بہت پرکشش لگی تھی. سارہ کو اپنے ملک سے بہت محبت تھی. اس کی ہر دوسری بات میں اس کے ملک کا ذکر ہوتا تھا. حجر کو بھی نوروے سے محبت تھی مگر اس کی محبت سارہ کی پاکستان سے محبت کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی شاید حجر کی محبت اس لیے کم تھی کیونکہ نوروے اس کا اپنا ملک نہیں تھا اس نے اپنی ستائیس سالہ زندگی میں سے چھبیس سال یہاں گزارے تھے. ان کا ہائی سکول میں آخری دن تھا جب بریک کے دوران نورہ سارہ کےملک نامے سے زچ ہو کر بولی.

" ہمارے ملک میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جو کسی دوسرے ملک میں نہیں تمہارے ملک کے پاس ایسا کیا ہے جو کسی اور ملک میں نہیں ؟ " نورہ کی آواز پر ساری کلاس جو بریک ٹائم میں لنچ کرنے میں مصروف تھی ان

کی جانب متوجہ ہو گئی.

" چلو ایک مقابلہ رکھتے ہیں سارہ تم اپنے ملک پاکستان کی خصوصیات بتاؤ اور حجر ہمارے ملک کی خصوصیات بتائے گی." نورہ نے گفتگو میں حجر کو بھی شامل کیا. توحجر جو ان کوبحث کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی ایک لمحے کے لیے سٹپٹا گئی. اس نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا ہی تھا جب نورہ بولی

"کوئی بہانہ بنانے کی ضرورت نہیں ہے یہ بات ہمارے ملک کے وقار کی ہے. " ساری کلاس نے نورہ کی تاکید کی تو حجر خاموش ہو گئی. لمحوں میں کلاس کا منظر بدلا اب حجر اور سارہ روسٹرم کے پاس کھڑیں اپنے اپنے ملک کی خصوصیات بتانے کو تیار تھیں. کلاس میں پن ڈروپ سائیلینس تھا. پہلے سارہ بولی

www.neweramagazine.com

" میرے ملک کے میں قراقرم ہائی وے ہے جو دنیا کی سب سے بلند اور ہموار انٹرنیشنل روڈ ہے. "

"میرے ملک کے پاس مِڈ نائٹ سن midnight sun ہے." (شمالی نوروے کے کچھ علاقے ایسے ہیں جہاں مئی سے جولائی تک سورج رات کو بھی آب و تاب سے چمکتا ہے. اسی وجہ سے نوروے کو آدھے رات کے سورج کی سرزمین کہا جاتا ہے.) حجر بلند آواز میں بولی.

"پاکستان کے صوبہ سندھ میں دنیا کا ساتواں بڑا صحرا تھرپارکر Tharparker ہے. اور یہ دنیا کا واحد زرخیز صحرا ہے" سارہ بولی تو اس کی آواز میں اپنے ملک کے لیے محبت تھی .

"نوروے میں 1200 فَیّورڈ fjord (اکثرپہاڑی علاقے ساحلوں کے قریب واقع ہوتے ہیں جہاں گلیشئر سمندروں میں جا اترتے ہیں اور بعد میں سمندر کا ہانی ان کی وادی میں داخل ہو جاتا ہے ایسی وادی کو فیورڈ کہتے ہیں. فیورڈ ایک لمبا, تنگ راستہ ہوتا ہے جس کے اطراف پتھروں کی دیواریں کھڑی ہوتی ہیں.) ہیں" حجر نے نوروے کی خصوصیت بتائی.

"پاکستان میں دنیا کا سب سے بلند پولو کا میدان ہے جو شندور گلگت میں واقع ہے اس کی بلندی 37,000 میٹر ہے "سارہ جب پاکستان کا نام لیتی تو حجر کو لگتا کہ اس کا چہرہ وہاں موجود تمام چہروں میں سب سے زیادہ روشن ہے.

"نوروے میں سکیئنگ skiing (ڈھلوان پر پھسلنا) کی ابتدا کی گئی تھی. "

حجر کی بات ابھی درمیان میں ہی تھی جب بریک ختم ہو گئی.
سارے سامعین جو خاموشی سے ان کے دلائل سن رہے تھے بریک ختم ہونے پر بد مزا ہوئے اور ان کا مقابلہ کسی نتیجے پہ پہنچنے

www.neweramagazine.com

www.neweramagazine.com

سے پہلے ختم ہو گیا. اس مقابلے کے بعد حجر سارہ سے یہ بات پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر اسے پاکستان اتنا ہی پسند ہے تو وہ نوروے میں کیوں رہائش پزیر ہے مگر امتحانات کی وجہ سے اسے موقع نہ مل سکا اور پھر امتحانات ختم ہوتے ہی کالج ختم ہو گیا. اس کا سارہ سے دوبارہ نہ رابطہ ہوا نہ ملاقات. اسنےاس کے نمبر پر کئی مرتبہ فون کیا مگر فون کسی نے نہ اٹھایا. پاکستان کا نام سن کر سارہ اور وہ سوال پھر سے یاد آگیا.اب اس کے ذہن میں سارہ کے متعلق سوچیں تھیں. ہماری زندگی میں آنے والا ہر شخص ہماری ذات پر کوئی نہ کوئی اثر چھوڑ کر جاتا ہے اس کا ہماری زندگی میں ایک رول ہوتا ہے جس کے ختم ہوتے ہی وہ ہماری زندگی سے نکل جاتا ہے. سارہ نے اس کی زندگی میں آکر اسے پاکستان سے آشنا کروایا تھا اور اس کے دل میں یہ احساس پیدا کیا تھا کہ کاش اس کا بھی اپنا کوئی ملک ہو جو اس کی پہچان ہو. اس سوچ کے آتے ہی اس کے وجود پر سوگواریت کےبادل چھائے . اس نے دوبارہ سکرین کی جانب نگاہ کیے بغیر لیپ ٹاپ کی اپر لڈ upper lid بند کر دی.
گھڑی پر بارہ بجتے دیکھ کر وہ لمحے کی تاخیر کیے بغیر بستر کی جانب بڑھی.اسے صبح اپنے فوسٹر پیرینٹس کے گھر جانا تھا.

.....

وہ روشن صبح علوی ہاؤس کے درودیوار پر چھائی اداسی دور نہ کر سکی. کیونکہ آج اس گھر کے چار ستونوں کے دل اداس تھے. ان کو پچھلے ہفتے گرمیوں کی چھٹیاں ہو گئی تھیں اور آج وہ دن آ پہنچا تھا جب انہیں سیر کے لیے نکلنا تھا. جوش میں آ کر آنیہ نے کہہ تو دیا تھا کہ وہ ان تینوں کے بغیر ہی ساحلی علاقے کی سیر پر جائے گی مگر اب جب ان سے علیحدہ جانے کا وقت آیا تو اس کا دل اداس تھا. آج تک وہ سب جہاں بھی گئے تھے ساتھ ہی گئے تھے اب اسے لگ رہا تھا کہ ان تینوں کے بغیر اسے وہاں بالکل بھی مزا نہیں آئے گا. دوسری طرف ان تینوں لڑکوں کا بھی یہی حال تھا. ہارون

www.neweramagazine.com

جو ان چاروں میں سب سے بڑا تھا اور آنیہ کی سب سے زیادہ پرواہ بھی وہی کرتا تھا اس لیے بولا

"مرتضٰی تم آنیہ کے ساتھ چلے جاؤ وہ وہاں اکیلی بور ہو جائے گی"

"میں کیوں جاؤں؟ اتنی گرمی ہوتی ہے وہاں. اسے کس نے کہا تھا وہاں جانے کے لیے اب بھگتے خود ہی. " مرتضٰی نے ہارون کو ہری جھنڈی دکھائی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا. اندر ہی اندر ان سب کو آنیہ کی فکر تھی مگر اس کے ساتھ کوسٹل ایریا جانے کو وہ راضی نہ تھے. آنیہ نے بھی انا کا جھنڈا سر بلند رکھتے ہوئے ان کو ساتھ جانے کے لیے نہیں کہا. یوں دونوں قافلوں نے اداس دل کے ساتھ رختِ سفر باندھا.

جاتے وقت آنیہ اسی حساب کتاب میں مصروف رہی کہ وہ لوگ اب تک یہاں پہنچ گئے ہونگے یہاں سے انہوں نے یہ چیز خریدی ہو گی وہ یہ والے گانے سن رہے ہونگے عادل علوی آنیہ کی اداسی محسوس کر گئے تھے تبھی اس کے ساتھ باتیں کرنے لگے.

"میری بیٹی کی گریجویشن کب ختم ہو رہی ہے.؟" آنیہ, مرتضی اور احتشام گریجویشن کے دوسرے سال میں تھے جب کہ ہارون کی گریجویشن مکمل ہو گئی تھی اور اب وہ اپنے باپ اور چچا سے کاروباری داؤپیچ سیکھنے میں مصروف تھا.

"بابا دو مہینے ہیں ابھی امتحانات میں"

"آگے کیا ارادہ ہے؟" انہوں نے پھر سوال کیا.

"میرا تو پڑھائی کو خیر آباد کہنے کا ارادہ ہے. بڑی مما اکیلی ہی گھر کے کام سمبھالتی ہیں اور کچھ عرصے سے میں محسوس کر رہی ہوں کی مما بہت کمزور ہوتی جا رہی ہیں اس لیے میں نے سوچا ہے کہ اب گھر میں رہ کر مما کی مدد کروایا کروں گی"

www.neweramagazine.com

"میری بیٹی بہت سمجھدار ہے" اس کی بات پر وہ مسکراتے ہوئے بولے.

"بابا آپ کو پتا ہے کہ احتشام کا آگے کیا ارادہ ہے؟"

"نہیں میری اس سے اس بارے میں کوئی بات نہیں ہوئی"

"احتشام کہہ رہا تھا کہ آگے وہ ماسٹرز میں داخلہ لے گا کیونکہ اسے فورن سروس foreign service میں جاب کرنی ہے" اس نے خوشی سے بتایا.

"یہ تو وہ بہت اچھی بات ہے"

" مرتضٰی نے کیا کرنا ہے ؟" انہوں نے پوچھا.

"وہی جو ہارون کر رہا ہے بزنس"

"اچھی بات ہے ہر کوئی اپنی فیلڈ سوچے بیٹھا ہے" وہ اپنے بچوں کے مستقبل کے ارادے جان کر خوش اور مطمئن تھے. باقی کا سفر باتیں کرتے ہوئے کٹا. اپنے مطلوبہ مقام پر پہنچ کر وہ گاڑی سے نکلے ہی تھے جب ان کے قدم لڑکھڑائے انہوں نے گاڑی پہ ہاتھ رکھ خود کو گرنے سےبچایا آنیہ کی پریشانی کا سوچ کر وہ جلد ہی خود کو سنبھال گئے. آنیہ گاڑی میں سے سامان نکالنے میں مصروف تھی اس لیے ان کے لڑکھڑاتے قدم دیکھ نہ سکی. انہوں نے آگے بڑھ کر آنیہ کے ہاتھ سے بیگ لیا اور گیسٹ ہاؤس کی جانب قدم بڑھائے. اسے اس کا کمرہ دکھا کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے. آنیہ کو وہ پریشان لگے تھے مگر اس نے سوچا کے سفر کی وجہ سے تھک گئے ہونگے تبھی وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں چلی گئی. بڑے پاپا کو فون کرکے اپنی خیریت کی اطلاع دی بڑے پاپا اسے بتا رہے تھے کہ وہ ابھی مری میں قیام پزیر ہیں جب فون کی دوسری سائیڈ سے مرتضی کی آواز گونجی جو بڑے بابا سے مال روڈ چلنے کا کہہ رہا تھا. اس نے بڑے بابا سے چند

www.neweramagazine.com

www.neweramagazine.com

اختتامی کلامات کہہ کر فون بند کر دیا. مرتضی کی آواز میں جوش کو محسوس کرکے وہ سمجھ گئی تھی کہ وہ سب وہاں بہت مزا کر رہے ہیں. اسے اپنے ساحلی علاقہ جات آنے کے فیصلے پر پچھتاوا ہونے لگا. مگر اب پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا اس لیے اس نے سوچوں کو جھٹکتے ہوئے کھڑکی کھولی اور باہر اندھیرے میں دیکھنےلگی مگر گیسٹ ہاؤس کے اردگرد ویرانے سے خوفزدہ ہو کر اس نے کھڑکی بند کی اور بوجھل دل سے بستر پر نیم دراز ہو گئی. پر اس کو یہ نہیں معلوم تھا کہ اس ویرانے میں کھڑے ایک شخص کی نگاہوں کی چمک میں اسے دیکھ کر کئی گنا اضافہ ہوا تھا.

.....

الہان نے دیوسائی ریسٹ ہاؤس کی کھڑکیوں سے پردے ہٹائے تو سورج کی چھنچھناتی روشنی لاؤنج میں داخل ہوئی. وہ ایک ہاتھ میں تولیہ پکڑے اپنے ڈارک براؤن بالوں کو خشک کر رہا تھا . تولیہ بیڈ روم میں رکھ کر وہ کچن میں داخل ہوا. بریڈ کے دوسلائس کو ٹوسٹر میں رکھ کر اس نےفریج سے دودھ اور مکھن نکال کر کچن میں رکھی ٹیبل کی جانب قدم بڑھائے گلاس میں دودھ نکال کر رکھا اور ٹوسٹر کی طرف بڑھا جیسے ہی وہ وہاں پہنچا ٹوسٹ تیار ہو کر باہر نکلے. ٹوسٹ پلیٹ میں رکھ کر وہ دوبارہ ٹیبل کی جانب بڑھا اور سکون سے بیٹھ کر ناشتہ کرنے لگا. اس کے انداز سے ظاہر تھا کہ وہ یہ سب کام روز کرنے کا عادی ہے. اس کا ناشتہ اختتامی مراحل میں تھا جب اسے ٹوں کی آواز سنائی دی جو ایلکس کے جاگنے کی آواز تھی.

"ایلیکس..... میں کچن میں ہوں" اس نے آواز کی جانب رخ کیے بغیر انگریزی میں کہا. وہ ناشتے کے برتن اٹھا رہا تھا جب ایلیکس کچن میں داخل ہوا. ایلکس ایک روبوٹ تھا. جس کا قد تین فٹ تھا. اس کے چہرے پر آنکھوں کی جگہ کیمرے لگے تھے جن میں

www.neweramagazine.com

ریکارڈ ہونے والا منظر اس کے ٹرنک trunk میں لگی سکرین پر دکھائی دیتا تھا. پاؤں کی جگہ ٹائیرز تھے جن کے زریعے وہ چلتا تھا. الہان کے دوست پیٹر نے ایلکس کو خاص اس کے لیے ڈیزائن کیا تھا وہ صرف الہان کی بات مانتا تھا اور انگلش زبان سمجھتا تھا. ایلکس کے اندر انسانی جبلت کے بارے میں ہر چیز فیڈ کی گئی تھی اور وہ انسانی تاثرات جانچنے میں ماہر تھا. وہ کیمرے میں نظر آنے والے انسان کو نہ صرف سکین کرتا بلکہ اس کے بلڈ پریشر, ہارٹ ریٹ,بوڈی فیٹ fat معلوم کرکے اسے تجویز بھی پیش کرتا. اس کے علاوہ ایلکس میں تمام انگلش گانے اور فلمیں انسٹالڈ installed تھیں اور نئے آنے والے گانے اور فلمیں اس میں خود بہ خود انسٹال ہوتی رہتی تھیں. وہ پچھلے پانچ سال سے الہان کے پاس تھا. اندر داخل ہوتے ہی اس نے الہان کو سکین کیا اور بولا.

"بلڈ پریشر نارمل, ہارٹ ریٹ نارمل, باڈی فیٹ نارمل" الہان برتن سمیٹ کر اس کی جانب مڑا اور ایلکس کے سر پر چمکتی لال بتی کو دیکھ کر بولا

"ایلکس تمہاری بیٹری لو ہے جاؤ خود کو چارج کرو"

"یس باس" اس کی بات کا جواب دے کر وہ واپس مڑے گیا. اس کے پیچھے ہی الہان بھی بیڈ روم میں داخل ہوا. اس کے کمرے کی دیواریں بلیک رنگ کی تھیں جن پر گرے رنگ سے ڈیزائنگ کی گئی تھی. اس نے یہ ریسٹ ہاؤس چار مہینے پہلے خریدا تھا اور اس گھر کو ماہر ارکیٹیکٹ ڈیزائنر architect designer سے ڈیزائن کروایا گیا تھا. کمرے میں آتے ہی ایلکس سوئچ کی جانب بڑھا. اس میں سے ایک تار نکلی جس پر پلگ لگا تھا وہ پلگ سوئچ میں لگا اور ایلکس کے سر پرلگی لال بتی بلنک blink کرنے لگی. الہان نے اپنا فون اٹھایا اور میسجز چیک کرنے لگا. اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی اور ساتھ ہی ایل ای ڈی سکرین روشن ہوئی اس پر

دروازے کی گھنٹی پر لگے کیمرے کی ریکارڈنگ چل رہی تھی. سکرین پر احتشام چچا کی تصویر ابھری تو اس نے باہر کا رخ کیا. دروازہ کھلنے کی آواز پر احتشام نے سر اٹھایا اور سامنے کھڑے اپنے بھتیجے کو دیکھا. ماتھے پر بکھرے بال, روشن پیشانی , ڈارک براؤن چمکتی آنکھیں, کھڑی ناک, عنابی ہونٹ اور چہرے پر بڑھی ہوئی شیو اسے بہت خوبرو بناتی تھی. کالی کریو نیک فل سلیوز شرٹ میں اس کے چوڑے شانے نمایاں تھے.اس نے احتشام کو سلام کیا تو احتشام نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا کیونکہ وہ جانتے تھے وہ کبھی خود آگے بڑھ کر کسی سے نہیں ملتا تھا.

" دبئی کی فضاؤں نے تمہاری صحت پر اچھا اثر چھوڑا ہے" ان کا اشارہ الہان کے چوڑے شانوں کی جانب تھا.

"یہ دبئی کی فضاؤں کا نہیں جِم کا کمال ہے." اس کی دو سال بعد احتشام سے ملاقات ہوئی تھی کیونکہ پچھلے دو سال میں وہ اپنے بزنس کے سلسلے میں بہت مصروف رہا تھا.

"کب تک ہو پاکستان میں؟" احتشام نے سوال کیا.

"جب تک یہ کیس حل نہیں ہو جاتا میں پاکستان میں ہی ہوں. مگر اگلے ہفتے میں ایک سیمینار میں شرکت کرنے کے لیے دبئی جاؤں گا "

"اس کیس کے ختم ہونے میں بہت وقت لگ سکتا ہے تم ایک دفعہ سوچ لو کیوں کہ جب گڑھے مردے اُکھاڑے جائیں گے تو وہ مجرم خاموش نہیں بیٹھے گا اور پھر تمہادی کمپنی کے معاملات کون سمبھالے گا تمہاری غیر موجودگی میں؟"

" زندگی کے گیارہ سال میں نے اپنی ذات کے لیے کام کیا ہے کسی کی پرواہ کیے بغیر, اب جب اس ملک کے قرض اتارنے کا وقت آیا ہے جو میری پہچان ہے میرا مان ہے تو میرے قدم پیچھے نہیں ہٹیں گے اور رہی بات کمپنی کی تو میں نے پچھلے چھ ماہ میں کمپنی

کے اگلے ایک سال کا ورکنگ پلین ترتیب دے دیا ہے۔" وہ بولا تو اس کے لہجے میں اپنے ملک کے لیے محبت تھی۔

"آپ نے ساری معلومات اکٹھی کرلی ہے؟" وہ باتوں کے دوران لاؤنج میں آگئے تھے جب الہان نے فریج کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے ان سے سوال کیا۔

"ہاں وہ فائل تیار ہے" احتشام لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھتے ہوئے بولے۔ الہان نے فریج سے کولڈ ڈرنک کا کین نکال کر ان کی جانب پھینکا جو انہوں نے مہارت سے کیچ کیا۔ کولڈ ڈرنک کے گھونٹ بھرتے ہوئے وہ بولے

"یہ گھر کب لیا تھا؟"

"چار مہینے پہلے" الہان نے جواب دیا۔

"کیوں خریدا یہ گھر؟"

"رہنے کے لیے۔ جب تک کیس ختم نہیں ہو جاتا اسلام آباد میں قیام کرنا ہی ہے اس لیے میں نے سوچا ہوٹل میں خوار ہونے سے بہتر ہے کہ گھر خرید لوں۔"

"تم اپنے گھر کیوں نہیں گئے؟" احتشام نے اس سے سوال کیا۔

"اسلام آباد تو میں آ گیا ہوں مگر وہاں جانے کا میرے اندر حوصلہ نہیں ہے"

"کب تک ماضی سے بھاگتے رہو گے؟"

"جب تک ممکن ہو سکے گا" الہان نے جواب دیا۔ لاؤنج میں کچھ لمحے خاموشی چھائی رہی جسے احتشام کی آواز نے توڑا۔

www.neweramagazine.com

"پچھلے چھ مہینے میں پولیس اغواہ کار کو پکڑنے کی پوری کوشش کر چکی ہے مگر اغواہ کار تو کیا اس کا بال بھی پولیس کے ہاتھ نہیں لگا."

"اس کو پکڑنا پولیس کے بس کی بات نہیں ہے. میں نے اس اغواہ کار کو پکڑنے کے لیے ایک بہترین کریمینل سائیکولوجسٹ criminal psychologist کو تقرر کرنے کا سوچا ہے." الہان گویا ہوا. وہ لاؤنج کے صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے تھے.

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو پولیس اس کیس کو حل نہیں کر سکتی. کب تک ہو گی کریمینل سائیکولوجسٹ کی تقرری؟" احتشام نے سوال کیا.

"چند دنوں میں ہو جائے گی.آپ مجھے کیس کی فائل دے دیں" اس کی بات پر احتشام نے کیس کی فائل اس کی جانب بڑھائی. ان کے ہاتھ سے فائل لے کر وہ اٹھ کھڑا ہوا اور سٹڈی کی جانب رخ کرتے ہوا بولا.

"اسے اپنا ہی گھر سمجھیں جو چیز چاہیے ہو خود ہی لے لیجیے گا اور مجھ سے ہرگز امید نہ رکھیں کہ میں میزبان کے فرائض سرانجام دوں." بات ختم کرتے ہی وہ سٹڈی ک دروازے کی جانب بڑھ گیا اور پیچھے بیٹھا احتشام اس کی پشت کو گھور کا رہ گیا.

.....

اوسلو کے آکربریگے Aker brygge رہائشی ایریا میں بنے ایک اپارٹمنٹ میں لگ بھگ پچاس سالہ نورویجین نقوش کی حامل عورت کچن میں کھڑی گرلڈ مٹن grilled mutton بنانے میں مصروف تھی.

یہ اپارٹمنٹ نہایت خوبصورت تھا دیواروں کا رنگ سفید تھا اور فرنیچر کا رنگ لائٹ گرے تھا اس اپارٹمنٹ کی تعمیر میں لکڑی کا استعمال کیا گیا تھا. وہ نوروجین نقوش کی عورت اپنے کام میں مگن

www.neweramagazine.com

www.neweramagazine.com

تھی جب بلونڈ بالوں والی لڑکی کچن میں داخل ہوئی. اس عورت کا مگن انداز دیکھ کر وہ چہرے پر شرارتی مسکراہٹ سجائے دبے قدموں سے چلتی اس عورت کی جانب بڑھی اور اس کے پیچھے کھڑی ہوکر وہ اونچی آواز میں بولی

"ہالُو Hallo مُور" (نورویجین زبان میں ہیلو کو ہالُو کہتے ہیں) اس کی تیز آواز پر وہ عورت دہل کر پیچھے مڑی اور سامنے کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھا. بلونڈ بال, سرخ و سفید رنگت اور بھوری آنکھوں کی وجہ سے وہ پہلی نظر میں دیکھنے والوں کو نوروے کی ہی لگتی تھی. مگر غور کرو تو پتا چلتا ہے کہ اس میں کچھ ایسا ہے جو اسے دوسرے نورویجین سے مختلف بناتا ہے. اس کی رنگت سرخ و سفید تھی مگر اس کی رنگت میں وہ سنہری پن نہیں تھا جو نوروے یا کسی بھی یورپین شخص کی رنگت میں ہوتا ہے. جب وہ لینز اتارتی تھی تو وہ کہیں سے بھی نوروے کی نہیں لگتی تھی.
ایک نظر اس کو دیکھنے کے بعد اس عورت نے چہرہ واپس موڑ لیا.

"مور ناراض ہیں ؟" وہ لڑکی نورویجین زبان میں بولی.

"معاف کر دیں نا" اس عورت کے جواب نہ دینے پر اس لڑکی نے اس عورت کے دونوں شانے پکڑ کر اس کا رخ اپنی جانب کیا اور پھر اس عورت کے گلے لگ گئی.

"معاف کر دیں نا آئندہ آپ سے ہر مہینے بعد ملنے آیا کروں گی"

"حجر وہ بات کرو جس کو بعد میں تم پورا کر سکو" وہ عورت بولی.

"مور ختم کریں نہ ناراضگی" حجر پھر بولی. اس کی بات پر عورت نے شکوہ کناں نظروں سے اس کی جانب دیکھا.

www.neweramagazine.com

"تمہیں کچھ احساس ہے کہ تم مجھے اپنی شکل کتنے عرصے بعد دکھا رہی ہو. پچھلے ایک سال سے تو مان لیا کہ تم امریکہ میں تھی مگر تمہیں اوسلو آئے ایک ہفتہ ہو گیا ہے اور تم اب ہم سے ملنے آ رہی ہو. مجھے اور تمہارے فار far (نوروجین زبان میں فادر جو فار کہتے ہیں) کو اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ تمہاری زندگی میں ہماری کوئی اہمیت نہیں ہے. " مور تو جیسے پھٹ پڑیں. وہ سر جھکائے ان کی باتیں سنتی رہی. مگر ان کی آخری بات پر اس نے تڑپ کر سر اٹھایا اور بولی

"ایسے تو نہ کہیں..... میں نے آپ کو بتایا تھا کہ مجھے رپورٹ بنانی تھی اسی وجہ سے نہیں آسکی." وہ دکھی آواز میں بولی. اس کے دکھی چہرے کو دیکھ کر مور کو احساس ہوا کہ وہ اسے زیادہ ہی ڈانٹ گئی ہیں.

"اچھااب اتنی دکھی شکل نہ بناؤ. " انہوں نے اسے ڈپٹ کر کہا. ان کی بات سن کر اس نے سر اٹھایا اور پوچھا

"ناراضگی ختم ؟"

"میں تم سے ناراض تھوڑی تھی " مور شرارتی آواز میں بولیں

"ہاں ہاں ناراض تھوڑی نہ تھیں آپ توپچھلے پندرہ منٹ سے اپنی اکلوتی اولاد سے پیار کر رہیں تھیں"وہ طنزیہ انداز میں بولی.

"اچھا یہ بتاؤ کہ ناشتہ کرو گی؟"

"نہیں.... بارہ تو بج ہی گئے ہیں میں اب کھانا کھاؤں گی" کہتے ساتھ ہی حجر نے فریج کی جانب بڑھائے پھر فریج سے رس بیری raspberries نکال کر کھانے لگی.

"فار کب تک آئیں گے؟" کھانے کے دوران وہ بولی. حجر کے فار ایرک پائیپر کی لافرم تھی.

www.neweramagazine.com

"شام تک آئیں گے" مور نے جواب دیا.

"حجر تم نے لینز کا استعمال زیادہ نہیں کر دیا؟" کچھ دیر بعد مور اس کی آنکھوں کی جانب دیکھتی ہوئی بولیں.

"تو کیا کروں پھر, نہ لگاؤں تو ہر کوئی پوچھنے لگ جاتا ہے کہ ایشین ہو؟" اس کا انداز دیکھ کر مور نے بات بدلی.

"دوستوں سے مل لیا ہے؟" مور نے سوال کیا.

"جی کل سب آئیں تھیں میری طرف" کہتے ساتھ ہی وہ کچن کی شلف پر بیٹھ گئی. اس کو وہاں بیٹھے دیکھ کر مور بولیں

"حجر ڈائینگ چیئر dinning chair پر بیٹھو. " ان کا اشارہ کچن میں رکھی ڈائینگ ٹیبل کی جانب تھا.

"مور بیٹھنے دیں نا ایک یہی تو بچپن کی عادت رہ گئی ہے " اس نے بیچاری سی شکل بنا کر کہا. اس کا انداز دیکھ کر مور مسکرا دیں. پھر وہیں بیٹھے بیٹھے اس نے مور کو پچھلے ایک سال کی روداد سنائی تب تک کھانے کا وقت ہو گیا تھا. نوروے میں دوپہر کا کھانا ایک ہی وقت پر کھایا جاتا تھا. لنچ میں کافی اور ہاٹ ٹی کے ساتھ مڈپَکا matpakke (ہول ویٹ بریڈ کا سینڈوچ ہوتا ہے جس میں پنیر, مچھلی یا گوشت لگا ہوتا ہے) کھایا جاتا ہے. لنچ کرنے کے بعد وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی اس نے جب سے پروفیشنل فیلڈ میں قدم رکھا تھا وہ الگ گھر میں رہتی تھی مگر سنڈے وہ وہیں گزارتی تھی. پچھلے ایک سال سے اس نے ادھر قدم بھی نہیں رکھا تھا پھر بھی اسے یقین تھا کہ اس کا کمرہ بالکل صاف ہوگا اور اس کی ہر چیز اپنی جگہ پر موجود ہوگی. مور اس کی غیر موجودگی میں بھی اس کے کمرے کی روز صفائی کرتی تھیں وہ انہیں کئی دفعہ منع کر چکی تھی مگر وہ ہر دفعہ جواب میں یہی کہتی تھیں مجھے ایسا کرنے سے خوشی ملتی ہے. کمرے میں آ کر اس نے فون پکڑا تو

www.neweramagazine.com

اس کو ایما کا میسج موصول ہوا. اس میسج میں اسے کل کی آؤٹنگ کی تفصیلات بتائی گئیں تھیں. اس کے پیغام کا جواب دینے کے بعد وہ بیڈ پر نیم دراز ہو گئی اور اپنے دماغ میں فار سے بات کرنے کے لیے جملے ترتیب دینے لگی پھر جانے کب اس کی آنکھ لگ گئی. شام کے وقت وہ سو کر اٹھی اور فریش ہو کر کمرے سے نکل گئی. اس نے کچن کا رخ کیا

"اٹھ گیا میرا بچا" مور جو صبح کی بنائی گئی گرلڈمٹن کو گرم کر رہی تھیں اس کو کچن کی جانب آتے دیکھ کر بولیں.

"جی...فار آگئے؟" حجر نے ہوچھا

"ہاں وہ تو کافی دیر سے آگئے ہیں تمہارا پوچھ رہے تھے میں نے ان سے کہہ دیا تھا کہ تم سو رہی ہو"

" کہاں ہیں فار؟" حجر نے پھر سوال کیا.

"سٹڈی میں "

"میں ان سے مل کر آتی ہوں. آپ بھی یہ کام ختم کرکے سٹڈی میں آجائیں مجھے ضروری بات کرنی ہے. " حجر کہہ کر سٹڈی کی جانب چل دی.

سٹڈی کا دروازہ کھول کر اس نے قدم اندر کی جانب بڑھائے. سامنے کرسی پر ایک نورویجین نقوش والا شخص بیٹھا تھا دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے سر اٹھایا. اور دروازے میں کھڑی اپنی بیٹی کو دیکھا.

"ہالُو فار کیسے ہیں آپ ؟" وہ ان کی جانب بڑھی تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر اس کے سر پر ہاتھ پھیرا.

"میں بالکل ٹھیک ہوں. مگر آپ مجھے پہلے سے کمزور لگ رہی ہیں" فار بولے.

"پر آپ پہلے سے زیادہ گریسفل graceful ہو گئے ہیں. " حجر بولی تو اس کی بات پر ایرک کا قہقہ بلند ہوا. حجر ان کے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی.

"کیسا گزرا آپ کا وقت امریکہ میں؟" انہوں نے سوال کیا.

"شکر ہے آپ نے مجھ سے کیس کے متعلق نہیں ہوچھا. ورنہ میں ایک رٹا رٹایا جواب دے دیتی. " اس کی بات بیچ میں ہی تھی جب دروازہ کھول کر الیگزینڈرا اندر آئیں اور حجر کے ساتھ بیٹھ گئیں.

"کیا بات کرنی تھی حجر؟" مُور نے سوال کیا. ان کی بات پر ایرک بھی حجر کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگے. حجر نے ایک گہری سانس لی پھر فار کی جانب دیکھتے ہوئے بولی.

"آپ لوگوں کو میں کہاں ملی تھی؟"

"آپ کو یہ بات جاننے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی؟" اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ایرک نے اس سے سوال کیا.

"فار میں نے کبھی آپ سے اپنی ذات کے متعلق سوال نہیں کیا آپ نے مجھے جتنی بات بتائی میں نے سن لی کیونکہ اس وقت میرے اندر سچ کا سامنا کرنے کا حوصلہ نہیں تھا. مگر اب میں سچ سے بھاگ بھاگ کی تھک گئی ہوں مجھے اپنی ذات پر بنے سوالیہ نشان کو ہٹانا ہے. میں نے کوئی بھی کیس لینے سے اس لیے انکار کیا ہے کیونکہ مجھے اپنے اصلی ماں باپ کو ڈھونڈنا ہے."

"کیا ہم تمہارے ماں باپ نہیں ہیں؟" فار اس کی بات کے جواب میں بولے.

"کیا تم سے پھر کسی نے کچھ کہا ہے؟" حجر کے بولنے سے پہلے ہی مور گویا ہوئیں.

"مور میں اب دس سال کی بچی نہیں ہوں جس سے جب کوئی پوچھتا تھا کہ تمہارا تعلق کس ملک سے ہے تو وہ گھبرا جاتی تھی کیونکہ اس سوال کا جواب وہ خود بھی نہیں جانتی تھی اور ان سوالات کو ختم کرنے کے لیے آپ نے اس کے کالے بال گولڈن کر دیے اور اس کی کالی آنکھوں کو لینز سے چھپا دیا. دوسروں کے سوالات تو اس دن ختم ہو گئے تھے مگر میرے اندر سوالات نے جنم لینا شروع کر دیا تھا اتنے سالوں سے میں ان سوالات سے نظریں چڑا رہی ہوں مجھے لگتا ہے کہ میں دوسروں کو ہی نہیں خود کو بھی دھوکا دے رہی ہوں. میں نے زندگی کے چھبیس سال اس ملک میں گزارے ہیں مگر مجھے ایک دفعہ بھی اس ملک سے اپنائیت محسوس نہیں ہوئی کیونکہ میرے خمیر میں اس ملک کی مٹی نہیں ہے میرے اصلی ماں باپ مجھے ملیں یہ نا ملیں مگر اپنا ملک اپنی پہچان تو میں تلاش کر ہی لوں گی. برائے مہربانی میرے ماضی کا کوئی سرا میرے ہاتھ میں تھما دیں تا کہ میں دھوکے کی زندگی سے چھٹکارہ پا سکوں. "

اس کی بات کے جواب میں مور نے کچھ کہنا چاہا جب فار نے انہیں چپ رہنے کا اشارہ کیا اور خود بولے

"آج سے چھبیس سال پہلے آپ کی مور کی فرمائش پر ہم ایشیا دیکھنے گئے تھے. چین, جاپان اور تھائی لینڈ دیکھنے کے بعد ہم دوبئی میں قیام پزیر تھے جب ہم اپنے کالج کے دوست سے ملنے اس کے اپارٹمنٹ گئے. اس کے اپارٹمنٹ کے اردگرد آبادی کم تھی. وہاں سے واپسی پر سڑک کے کنارے سٹریٹ لائٹ کی روشنی میں مجھے کچھ ہلتا ہوا دکھائی دیا جب میں نے آگے ہو کر دیکھا تو وہاں ایک ننھا وجود تھا جو کہ بہت زخمی تھا شاید کسی نے اسے مار کر وہاں پھینکا تھا مگر خدا کی کرنی تھی کہ وہ وجود زندہ تھا. ہم نے اسے وہاں سے قریبی ہوسپٹل لے کر گئے. " وہ ایک لمحے کو رکے پھر دوبارہ گویا ہوئے حجر دم سادھے انہیں سن رہی تھی.

www.neweramagazine.com

"وہ زحمی حالت میں ملنے والا وجود آپ کا تھا حجر. دوہفتے آپ کو ہسپتال میں رکھا گیا تھا الیکزینڈرا آپ کو اکیلا چھوڑنے پر راضی نہ ہوئیں اس لیے ہم آپ کے ساتھ ہسپتال میں ہی رہے آپ کے ڈسچارج ہونے کے بعد ہم آپ کو وقتی طور پر اپنے ساتھ لے آئے تھے. میں نے اپنے دوست سے آپ کے متعلق بات کی تو اس نے مشورہ دیا تھا کہ آپ کوکسی اورفنیج orphanage چھوڑ دیا جائے مگر آپ کی مور کو دو ہفتوں میں آپ سے انسیت ہو گئی تھی اور وہ آپ کو اڈوپٹ کرنے پر بضد تھیں. انسیت تو مجھے بھی آپ سے ہو گئی تھی اور کسی اورفنیج میں آپ کو چھوڑنے سے بہتر فیصلہ ہمیں یہی لگا تھا کہ آپ کو ہم اپنے ساتھ لے جائیں. کاغذی کاروئی ہونے کے بعد ہم جاپان جانے کی بجائے آپ کو لیے نوروے واپس آگئے تھے." حجر جو آنسو روکنے کی کوشش میں مصروف تھی ان کے بات ختم کرنے پر خود پر قابو پاتے ہوئے بولی

"میرے نام اور میرے مذہب کے بارے میں آپ کو کیسے پتا چلا؟"

اس کے سوال پر وہ اپنی جگہ سے اٹھےاور سٹڈی میں بنی ایک شیلف کی جانب بڑھے. وہاں سے انہوں نے فائل اٹھائی اور واپس اپنی جگہ پر بیٹھتے ہوئے وہ فائل انہوں نے حجر کی جانب بڑھائی. حجر اس فائل کو کھول کر دیکھنے لگی. "پولیس نے جب اس ایریا کی انویسٹیگیشن کی تھی تو انہیں وہاں سے تمہاری ٹکٹ ملی تھی جس پر تمہاری تصویر,نام اور مذہب لکھا تھا یہ کارگو کروز شپ cargo cruise ship کا ٹکٹ تھا جس جگہ سے تم ملیں تھی یہ اس سے کچھ فاصلے پر گرا تھا اور جس شخص نے تمہے وہاں مار کر پھینکا تھا یہ اس شخص کی جیب سے گرا تھا یا شاید گرایا گیا تھا.

"مگر اس شخص نے اسے وہاں کیوں پھینکا؟" حجر نے فائل سے وہ صحفہ نکالتے ہوئے سوال کیا.

www.neweramagazine.com

www.neweramagazine.com

"اس سوال کا جواب تم خود تلاش کرو کیونکہ پولیس اس سوال کا جواب ڈھونڈنے میں ناکام رہی ہے . میں نے یہ سب تمہیں خود اس لیے نہیں بتایا تھا کیونکہ میں چاہتا تھا کہ تم خود اپنی ذات کی تلاش میں نکلو. یہ فائل میں نے چھبیس سال سمبھال کر رکھی ہے کیونکہ یہ تمہاری امانت تھی اب میں اسے تمہارے سپرد کرتا ہوں. اس میں وہ تمام شواہد ہیں جو پولیس کو اس جگہ سے ملے تھے." ایرک گویا ہوئے.

"میں آپ دونوں کی شکرگزار ہوں" حجر ممنونیت سے بولی.

"ہم نے تمہے ماں باپ بن کر پالا ہے اور ماں باپ کا شکریہ ادا نہیں کرتے کیونکہ وہ آپ کے لیے جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ ان کا فرض ہوتا ہے اور آپ کا حق" اس کی بات پر مور بولیں اور ساتھ ہی آگے بڑھ کر اسے گلے لگا لیا.

"ان باتوں کو زیادہ سر پر سوار کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ہوا تھا وہ سب ماضی تھا اور اس کا ایسے ہی ہونا لکھا تھا" مور کی بات پر اس نے سر ہلا دیا.

"بیگم آپ کی بیٹی آئی ہیں مگر اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ آپ شوہر کو کھانا ہی نہ دیں" فار کی بات پر مور مسکرائیں اور انہیں ڈائینگ ٹیبل پر آنے کا کہتی ہوئی باہر چلی گئیں ان کے پیچھے ہی حجر بھی باہر نکلی. حقیقت کو قبول کرنا اس کے لیے آسان نہیں تھا مگر وہ اپنی وجہ سے مور اور فار کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تبھی آنسوؤں کو ضبط کیے ہوئے تھی. کھانے کے دوران بھی مور اس کا دھیان بھٹانے کے لیے اس سے مختلف موضوعات پر باتیں کرتی رہی تھیں. کھانے ک بعد وہ کچھ دیر فار کے پاس بیٹھی ان کو اپنے پچھلے کیس کی تفصیلات بتاتی رہی. ان دونوں کو اپنی جانب سے مطمئن کرنے کے بعد وہ بارہ بجے کمرے میں آئی اور کوئی بھی سوچ ذہن میں لائے بغیر بستر کی جانب بڑھ گئی.

www.neweramagazine.com

.....

"چلیں بتائیں پھر سب سے پہلے کون سی جگہ کہ سیر کرنی ہے " ناشتے کی ٹیبل پر عادل نے سوال کیا. وہ رات کی نسبت خاصےتروتازہ تھے.

"گوادر سی پورٹ seaport دیکھوں گی میں سب سے پہلے." آنیہ نے پرجوش آواز میں بتایا.

"چلیں آپ تیار ہو جائیں میں گاڑی نکالتا ہوں" ناشتہ ختم کرتے ہوئے وہ آنیہ کی جانب دیکھ کر بولے جو ناشتے کے برتن اٹھانے میں مصروف تھی. ان کی بات پر آنیہ سر ہلاتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی. تیار تو وہ پہلے ہی تھی جوتے پہن کر اس نے ٹیبل پر پڑا فون اٹھایا اور باہر کا رخ کیا. صبح کی روشنی میں ریسٹ ہاؤس کے اردگرد ویرانہ اتنا خوفزدہ نہیں کرتا تھا جتنا رات کے وقت کرتا تھا. وہ ریسٹ ہاؤس کے دروازے سے کچھ فاصلے پہ کھڑی دور دور تک پھیلے ویرانے کو دیکھنے لگی. عادل گاڑی گیراج سے نکال کر اس کے قریب لائے تو وہ اس میں سوار ہو گئی. گوادر سی پورٹ گیسٹ ہاؤس کے قریب ہی تھا اس لیے وہ جلد ہی وہاں پہنچ گئے. وہاں جا کر آنیہ نے پورا ہورٹ دیکھا. عادل صاحب اپنے دوست کے ساتھ باتوں میں مصروف ہو گئے اس دوست کے توسط ہی ان کو پورا پورٹ دیکھنے دیا گیا تھا. آنیہ چلتے چلتے کافی آگے نکل آئی تھی. وہ سمندر کے سے کچھ فاصلے پر کھڑی لہروں کو دیکھ رہی تھی جب اس نے دیکھا کہ ایک شخص سمندر میں اتر گیا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ پانی میں اتنا آگے چلا گیا کہ پانی اس کے شانوں تک آنے گیا. آنیہ کو لگا کہ ابھی وہ ایک لہر کے ساتھ سمندر میں گم ہوجائے گا.اس نے آگے بڑھ کر اسے آواز دی مگر وہ تو شاید اردگرد سے کان لپیٹے کھڑا تھا. جب اس کی آوازوں کا اس شخص پر اثر نہ ہوا تو وہ پانی میں اتری اور تھوڑا اگے جا کر اس شخص کو پکارنے لگی. اس دفعہ اس کی آواز پر اس شخص نے

گردن موڑ کر سرد نظروں سے اس کی جانب دیکھا. اس کی نظروں میں جانے ایسا کیا تھا کہ وہ خوف سے لرز کر رہ گئی. اس شخص نےایک نظر اس کی جانب دیکھ کر واپس چہرہ سمندر کی جانب موڑ لیا تھا مگر آنیہ کچھ لمحے وہاں سے ہل نہ سکی. عادل صاحب جو اسکی تلاش میں یہاں آئے تھے اسے پانی میں کھڑے دیکھ کر اس کے قریب آئے اور بولے

"آنیہ بیٹی پانی میں کیوں کھڑی ہو؟باہر نکلو" عادل صاحب کی آواز پر وہ ہوش میں آئی اور ان کی جانب چل دی. گاڑی تک کا سفر طے کرتے اس نے ایک دفعہ پیچھے مڑ کر دیکھا مگر اس جگہ پر اب کوئی بھی نہیں تھا وہ شخص واپس جلا گیا تھا یا شاید کوئی سمندر کی لہر اسے اپنے ساتھ بہا لے گئی تھی. گاڑی میں بیٹھ کر وہ واپس گیسٹ ہاؤس جانے لگے جس وقت وہ گیسٹ ہاؤس پہنچے شام کے سائے اپنے پر پھیلا چکے تھے. اندر کی جانب بڑھتے ہوئے وہ کسی احساس کے تحت مڑی تو دیکھا عادل جواس کے پیچھے آ رہے تھے وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھےاسے سہلا رہے تھے ان کے چہرے پر تکلیف کے آثار تھے. وہ بھاگ کر ان کی جانب بڑھی.

"بابا..... کیا ہوا ہے آپ کو؟"

"کچھ نہیں ہوا بیٹے .... ہلکی سی درد ہے ٹھیک ہو جائے گی." تسلی دینے والے انداز میں کہتے عادل اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے. ان کی تسلی سے آنیہ مطمئن نہیں ہوئی تھی. اس کے ذہن میں باربار ان کا تکلیف کی شدت برداشت کرتا چہرہ آرہا تھا. اپنے کمرے کی جانب بڑھتے ہوئے وہ اس سوچ میں گم تھی کہ اب کیا کرے اس بات کا اندازہ تو اسے ہو ہی گیا تھا کہ بابا کو کہیں تکلیف ہو رہی ہے مگر وہ یہ بات بھی جانتی تھی وہ کبھی اسے اپنے درد کے بارے میں بتا کر پریشان نہیں کریں گے. ان کی شروع سے ہی عادت تھی کہ وہ کسی سے اپنا دکھ بانٹتے نہیں تھے ایک عابد ہی

تھے جو بڑے بھائی ہونے کی وجہ سے دھونس جما کر ان سے باتیں اگلوا لیا کرتے تھے. ایک خیال کے ذہن میں آتے ہی وہ تیز قدموں سے کمرے کی جانب بڑھی. کمرے میں جا کر اس نے اپنے بند فون کی چارجنگ کرکے اسے اون کیا اور پھر عابد کا نمبر ملایا. کال ملتے ہی سلام دعا کے بعد وہ بولی

"بڑے بابا.... بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے ان کے سینے میں درد ہو رہا ہے مگر وہ کھل کر بتا نہیں رہے مجھے. آپ ان سے بات کریں شاید وہ آپ کو بتا دیں. "

"اچھا تم پریشان نہ ہو.. میں نے محسوس کیا ہے پچھلےکچھ دنوں سے اس کےساتھ ایسا ہو رہا ہے فیکٹری میں بھی ایک دو مرتبہ اسے درد ہوئی تھی ڈاکٹر کو چیک کروایا تھا ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ کام کی زیادتی کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے. " عابد نے اسے حوصلہ دیا.

"آپ کو مجھے پہلے بتانا چاہیے تھا میں بابا سے یہاں آنے کی ضد نہ کرتی. میری وجہ سے کل بابا کو اتنی دیر ڈرائیو کرنا پڑا اور آج پورا دن میں بابا کو ساتھ لیے سی پورٹ پر گھومتی رہی ہوں اس لیے اب بابا کو درد ہو رہی ہے." بات کے دوران ہی اس کے آنسو گرنے لگے گرتے بھی کیوں نہ یہ معاملہ اس کے باپ کا تھا اور ہر بیٹی اپنے باپ کے لیے جزباتی اور حساس ہوتی ہے.

"آپ خود کو ذمہ دار کیوں ٹہرا رہی ہیں آپ کے بابا کو آپ کی خواہش پوری کرنے سے خوشی ملتی ہے اس لیے وہ آپ کو وہاں لے گئے ہیں اور ان کی طبیعت کچھ دیر میں ٹھیک ہو جائے گی ان کے پاس میڈیسن ہے اس درد کی اور رونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے وہ ٹھیک ہو جائیں گے.اب آپ فون رکھیں میں ذرا آپ کے بابا کی خبر لیتا ہوں"

"ٹھیک ہے" چند اختتامی کلمات کہنے کے بعد اس نے فون بند کر دیا اور کمرے میں چکر لگانے لگی جب اپنی بے چینی قابو نہ کر سکی تو کمرے سے باہر نکل کر عادل کے کمرے کی جانب بڑھی دروازہ نوک کیا پھر اجازت ملنے پر کمرے کے اندر گئی عادل درد سے دہرے ہوئے پڑے تھے مگر اس کو دیکھ کر زبردستی مسکراتے ہوئے بولے

"لگا دی شکایت میری اپنے بڑے بابا سے" انہیں تھوڑی دیر پہلے عابد کا فون آیا تھا اور انہوں نے عادل کو آڑھے ہاتھوں لیتے ہوئے اُنہیں اُن کی لاپرواہی کا احساس دلایا تھا.

"میں نے شکایت تو نہیں لگائی تھی بس آپ کی طبیعت کے بارے میں بتایا تھا" آنیہ کی وضاحت پر وہ پھر زبردستی مسکرائے. ان کی مسکراہٹ میں چھپا درد آنیہ کی آنکھوں سے مخفی نہ رہ پایا تبھی بولی

"بابا آپ خاموشی سے لیٹ جائیں میں یہیں ہوں آپ کے پاس کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بتا دیجئے گا." اس کے کہنے پر عادل بستر پر دراز ہو گئے اور وہ پاس رکھے صوفے پر بیٹھ گئی اس کے لب مسلسل دعاؤں کی وجہ سے پھڑپھڑا رہے تھے اور نظر عادل کے چہرے پر ٹکی تھی جہاں تکلیف کے تاثرات کم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے. دو گھنٹے یوں ہی بیت گئے پر عادل کی طبیعت نہ سمبھلی اسے سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کیا کرے اس کے سارے اپنے اس سے دور تھے تنگ آکر اس نے دوبارہ عابد کا نمبر ملایا

"بڑے بابا.....بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہو رہی" بھیگے لیجے میں وہ بولی.

"آپ فکر نہ کریں ہم آ رہے ہیں وہاں... کچھ دیر تک ایک اکرام نامی آدمی وہاں آئے گا وہ میرا دوست ہے آپ اس کے ساتھ بابا کو ہسپتال

لے جانا. عادل سے فون پر بات کرتے وقت ہی میں محسوس کر گیا تھا کہ اس کی طبیعت زیادہ خراب ہے ہم گھنٹے سے مری سے نکل چکے ہیں آپ بابا کو ہسپتال لے کر جاؤ ہم وہاں ہی آئیں گے"

"ٹھیک ہے بڑے بابا" فون بند کرتے ہی وہ عادل صاحب کی طرف گئی انہیں ساری بات بتا کر وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی وہ ضروری چیزیں لر کر واپس عادل کے کمرے کی جانب جا رہی تھی جب دروازہ بجا وہ دروازے کی جانب گئی. دروازہ کھولا تو باہر ایک پینتالیس سالہ آدمی کھڑا تھا اس نے عابد کا حوالہ دیا اور اپنا نام اکرام بتایا تو آنیہ نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا. عادل نیم بےہوشی میں تھے اس شخص نے انہیں جیسے تیسے کرکے گاڑی تک پہنچایا آنیہ گاڑی میں بیٹھی تو گاڑی فراٹے بھرتی ہوئی سنسان سڑک پر دوڑنے لگی اس کا ساحلی علاقوں کا سفر ایک رات میں ہی تمام ہوا مگر اس کا فیصلہ ابھی ہونا باقی ہے کہ آنیہ عادل علوی نے اس سفر کی وجہ سے کیا کھویا اور کیا پایا یا شاید سب کچھ ہی کھو دیا.

.....

WWW.NEWERAMAGAZINE.COM